قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 18 جولائی 2020ء | 26 ذوالقعدہ 1441ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:171

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اے لوگو! اگر کسی کو علم کی بات معلوم ہو تو بتا دینی چاہئے۔ اور جسے علم کی کوئی بات معلوم نہ ہو تو سوال ہونے پر وہ جواب دے کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(بخاری کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ ص باب قولہ وماانا من المتکلفین)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

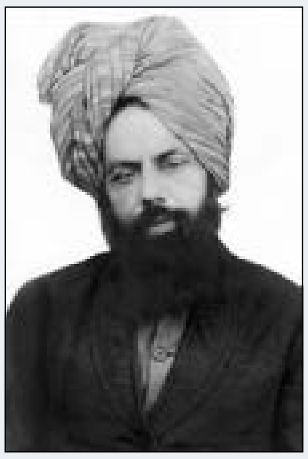

مصاحبت دینداری کے حصول کے لیے ضروری

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

’’دین تو چاہتا ہے مصاحبت ہو پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے؟ ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آکر رہیں اور فائدہ اٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں۔ مگر اس کی پروا کچھ نہیں کرتے۔ یاد رکھو! قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے۔ جب موت کا وقت آ گیا پھر ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی۔ وہ لوگ جو اس سلسلے کی قدر نہیں کرتے اور انہیں کوئی عظمت اس کی معلوم نہیں ان کو جانے دو۔ مگر ان سب سے بڑھ کر بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے جس نے اس سلسلے کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی لیکن اس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آ کر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلے کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے، وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی متقی اور پرہیز گار ہوں مگر مَیں یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے اور جب تک یہاں آ کر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے‘‘۔ ’’بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہ دے سکے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ وہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلے کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۲۵۔ الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ء)

ارشاد باری تعالیٰ

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَقُّ‌ۚ وَ لَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يُّقۡضٰٓى اِلَيۡكَ وَحۡيُهٗ‌ ۖ وَقُلْ رَّبِّ زِدۡنِىۡ عِلۡمًا (سورۃ طٰہٰ آیت 115)

پس اللہ سچا بادشاہ ہے، بہت رفیع الشان ہے، پس قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر مکمل کر دی جائے۔ اور یہ کہا کر کہ اے میرے رب مجھے علم میں بڑھا دے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرآن کریم کے علوم و معارف دیئے گئے ہیں۔ اور آپؑ کے ماننے والوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں انہیں علم و معرفت اور دلائل عطا کروں گا۔ تو اس کے لئے کوشش اور علم حاصل کرنے کا شوق اور دعا کہ اے میرے اللہ! اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا، بہت ضروری ہے۔ گھر بیٹھے یہ سب علوم و معارف نہیں مل جائیں گے۔ اور پھر اس کے لئے کوئی عمر کی شرط بھی نہیں ہے۔ تو سب سے پہلے تو قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کے لئے، دینی علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بے بہا خزانے مہیا فرمائے ہیں ان کو دیکھنا ہوگا۔ ان کی طرف رجوع کریں، ان کو پڑھیں کیونکہ آپؑ نے ہمیں ہماری سوچوں کے لئے راستے دکھا دیئے ہیں۔ ان پر چل کر ہم دینی علم میں اور قرآن کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر اسی قرآنی علم سے دنیاوی علم اور تحقیق کے بھی راستے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے جماعت کے اندر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کا شوق اور اس سے فائدہ اٹھانے کا شوق نوجوانوں میں بھی اپنی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہونا چاہئے۔ بلکہ جو تحقیق کرنے والے ہیں، بہت سارے طالب علم مختلف موضوعات پر ریسرچ کر رہے ہوتے ہیں، وہ جب اپنے دنیاوی علم کو اس دینی علم اور قرآن کریم کے علم کے ساتھ ملائیں گے تو نئے راستے بھی متعین ہوں گے، ان کو مختلف نہج پر کام کرنے کے مواقع بھی میسر آئیں گے جو اُن کے دنیادار پروفیسر ان کو شاید نہ سکھا سکیں۔ اسی طرح جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ بڑی عمر کے لوگوں کو بھی یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ عمر بڑی ہو گئی اب ہم علم حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کو بھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھیں اس بارے میں پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں یہ سوچ کر نہ بیٹھ جائیں کہ اب ہمیں کس طرح علم حاصل ہو سکتا ہے۔ اب ہم کس طرح اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے تو لکھا

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- چھوڑیے دشت کے غزال کا ذکر (منظوم)
- اداریہ: اہل خانہ کا ہاتھ بٹانا
- چھٹی صدی کے مجدد حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹیؓ

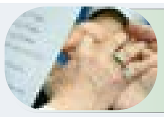

دربارِ خلافت

بچوں میں سلام کرنے کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

’’عام طور پر ٹِین ایجرز (teenagers) میں اس جوانی میں یہ بڑی بیماری ہوتی ہے، عام طور پر عادتیں کچھ بگڑ جاتی ہیں لیکن اگر شروع میں عادتیں اچھی ڈال دی جائیں تو یہ سلامتی کا پیغام بن کر گھروں میں جا رہے ہوں گے۔ پس یہ ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اندر اس سلامتی کے پیغام کو رائج کریں تا کہ ان کی اولادیں بھی نیکی اور تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے سلامتی کا پیغام پہنچانے والی ہوں۔ اور چھوٹی عمر میں یہ عادت ڈالنی چاہئے۔ دیکھا ہے کہ بعض دفعہ بچے سلام نہیں کر رہے ہوتے، ماں باپ کہہ دیتے ہیں کہ حیا کی وجہ سے، شرم کی وجہ سے یہ سلام نہیں کر رہا۔ اگر بچے کے ذہن میں چھوٹی عمر میں ڈالیں گے کہ سلام میں حیا نہیں ہے بلکہ بری باتوں میں حیا ہے اور اس میں حیا کرنی چاہئے تو باتوں باتوں میں ہی پھر بچے کی تربیت بھی ہو جاتی ہے۔ بعض بچے آپس میں لڑائی جھگڑے کر رہے ہوتے ہیں، مَیں نے دیکھا ہے کہ مسجد فضل کے احاطہ میں بھی کھیل کھیل میں لڑائیاں ہو رہی ہوتی ہیں اور ظالمانہ طور پر ایک دوسرے کو مار بھی رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت کوئی حیا اور شرم نہیں ہوتی۔ حالانکہ وہ چیزیں ہیں جن میں حیا مانع ہونی چاہئے، جن میں شرم آنی چاہئے اور روک بنی چاہئے۔

پس اللہ کی سلامتی کا وارث بننے کے لئے بچوں میں بھی سلام کی عادت ڈالیں اور یہ عادت اسی صورت میں پڑے گی جب بڑے چھوٹوں کو سلام کرنے میں پہل کریں گے۔‘‘

سلام کو پھیلانے سے جماعتی قوت بیدار ہو گی

’’...... سلام کو پھیلانے سے آپس کے محبت کے تعلقات ہوں گے اور یہ محبت کے تعلقات ایک جماعتی قوت پیدا کریں گے اور یہ جماعتی قوت اور مضبوطی ہی ہے جس سے پھر غلبہ کے سامان پیدا ہوں گے۔ ورنہ اگر آپس کی پھوٹ رہی، سلامتی نہ رہی، اس کے پھیلانے کی کوشش نہ کی تو ایک طرف تو آپس کی، ایک جماعت کی طاقت جاتی رہے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡہَبَ رِیۡحُکُمۡ وَاصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ (الانفال:47) یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہا کرو، آپس میں اختلاف نہ کیا کرو۔ ایسا کرو گے تو دل چھوڑ بیٹھو گے اور تمہاری طاقت جاتی رہے گی۔ اور صبر کرتے رہو، اللہ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’اسلام کے فرقوں میں دن بدن پھوٹ پڑتی جاتی ہے۔ پھوٹ اسلام کے لئے سخت مضر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡہَبَ رِیۡحُکُمۡ۔ جب سے اسلام کے اندر پھوٹ پڑی ہے دم بدم تنزل کرتا جاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس سلسلے کو قائم کیا تا لوگ فرقہ بندیوں سے نکل کر اس جماعت میں شامل ہوں جو بیہودہ مخالفتوں سے بالکل محفوظ ہے اور سیدھے راہ پر چل رہی ہے جو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے بتایا۔‘‘

(بدر جلد 7 نمبر 19-20 مورخہ 24/مئی 1908ء صفحہ 4)

’’...... ہر احمدی کو غور کرنا چاہئے، یہ الفاظ ہمیں اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے والے ہونے چاہئیں۔ اپنے گھروں میں بھی، اپنے آپس کے تعلقات میں بھی ہمیں زیادہ سے زیادہ محبت و پیار اور سلامتی کے پیغام کو پہنچانے والا بننا چاہئے۔ اس طرح معاشرے میں، ماحول میں، اس سلامتی کے رواج سے پھر احمدیت اور حقیقی (دین حق) کا پیغام پہنچانے کی بھی توفیق ملے گی۔ جب آج کل کے معاشرے کی فضولیات میں ایک طبقہ کی منفرد حیثیت نظر آ رہی ہو گی جو سلامتی اور محبت کی پیامبر ہے تو (دعوت الی اللہ کے) میدان میں بھی وسعت پیدا ہو گی اور اس زمانہ میں یہ دعا اور محبت اور سلامتی ہی ہے جس نے (دین حق) اور احمدیت کو انشاء اللہ تعالیٰ غلبہ عطا کرنا ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 15/جون تا 21/جون 2007ء) خطبہ جمعہ فرمودہ 25/مئی 2007ء)

چھوڑیے دشت کے غزال کا ذکر

حسن کا تذکرہ، جمال کا ذکر
کیجیے اُس کے خدّوخال کا ذکر
خوش ادا اور خوش خصال کا ذکر
حسن کا، حسن کے کمال کا ذکر
کھینچیے نقشہ اُس کی قامت کا
یعنی ہو سر تا پا جمال کا ذکر
اُس کی آنکھوں کا تذکرہ کیجیے
چھوڑیے دشت کے غزال کا ذکر
شبِ فرقت کا ایک اِک لمحہ
کرتا ہے اُس کے بال بال کا ذکر
ایک اک نقش ایسا موزوں ہے
ختم ہے اُس پہ اِعتدال کا ذکر
کہاں سے لاؤں وہ کلام کہ ہو
جس سے اس حسنِ بے مثال کا ذکر
دل کسی طور عشق سے نہ رُکا
عقل کرتی رہی مآل کا ذکر
ایک پل میں سمٹ گئی ہے زیست
کیا کرے کوئی ماہ و سال کا ذکر
لذّتِ وصل زخمِ ہجر سے ہے
ہجر نے ہو تو کیا وصال کا ذکر

(میر انجم پرویز 2007ء۔ دمشق)

آج کی دعا

آنحضرتؐ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ’’کیا میں تمہیں تمھارے سوال سے بہتر چیز نہ بتاؤں جب تم بستر پر لیٹنے لگو تو 34 مرتبہ اَللّٰہُ اَکۡبَر کہو 33 بار سُبۡحَانَ اللّٰہ اور 33 بار اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہ کہو۔ یہ تمھارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ یعنی ان کلمات کی بدولت اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے گا۔ اور اس قسم کے سوال سے بے نیاز ہو جاؤ گے‘‘۔ (مسلم کتاب الذکر)

پیارے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے عظیم الشان اخلاقِ فاضلہ کی ایک جھلک آپ کے ان الفاظ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جب آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا! یا رسول اللہ! یہ دیکھئے میرے ہاتھ چکی پیس پیس کر زخمی ہو گئے ہیں۔ اگر آپ مجھے اموال میں سے کوئی کنیز یا غلام دے دیں تو وہ میرا ہاتھ بٹا دیا کریں۔ تب آپؐ نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا۔ یہ آپؐ کی تربیتِ اولاد کا ایک حسین رنگ ہے جس میں آپؐ نے اپنی پیاری بیٹی کو قناعت، سادگی، غِناء اور توکّل کی تعلیم دیتے ہوئے تعلق باللہ کی عظیم الشان مثال قائم فرمائی۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

اداریہ

اہل خانہ کا ہاتھ بٹانا

لاک ڈاؤن میں ہم مردحضرات نے گھروں میں پابندہ سلاسل رہ کر بہت سی خوبیوں کا اپنایا۔ اس پر خاکسار کا ایک اداریہ مورخہ 19مئی 2020ء بروز منگل کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ ان خوبیوں میں سے ایک نمایاں خوبی گھروں میں اپنی بیگمات کا ہاتھ بٹانا، بچوں کو وقت دینا ہے گویا کہ ہاتھ سے کام کرنے کی عادت اپنا کر انبیاء بالخصوص سید نا وامامنا حضرت محمد مصطفی ﷺ سے ملے ہیں۔ تمام انبیاء گھروں میں بیگمات کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ پانی لا دیتے، لکڑیاں اکٹھی کر دیتے، جوتوں کو پیوند لگا لیتے۔ آنحضور ﷺ کی اقتداء اور پیروی میں صحابہ کرامؓ بھی گھروں کا کام کاج کرتے اور بیگمات کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ بلکہ ہاتھ سے کام کرنے کی آنحضور ﷺ صحابہ کو ترغیب بھی دلایا کرتے تھے۔

فرمایا۔ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ کہ ہاتھ سے کام کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ آنحضور ﷺ گھر کے کام کاج کے علاوہ نبوت سے پہلے گھر سے باہر کام کرنے میں عار نہ سمجھتے تھے۔ آپؐ اجرت پر بکریاں بھی چرایا کرتے تھے (بخاری حدیث نمبر 2262) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق آتا ہے کہ یہ انبیاء بکریاں اور اونٹ اُجرت پر چرایا کرتے تھے۔ اور سب سے بڑھ کر نبیوں کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ذبیح عظیم حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی از سرنو تعمیر میں مزدور کے طور پر کام کیا۔ یہ مزدوری بظاہر مادی اُجرت کے بغیر تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مزدوری کا ایسا اجر ملا کہ رہتی دنیا تک تاقیامت اللہ تعالیٰ نے اس عظیم مبارک واقعہ کو قرآن کریم میں محفوظ کر کے یادگار بنا دیا اور درود شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی نسل پر درود کا سلسلہ جاری فرما کر ابد روحانی اجرت کے سامان پیدا کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی آیت 126 اور 128 میں فرمایا ہے۔

وَ اِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَ اَمۡنًا ؕ وَ اتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰہٖمَ مُصَلًّی ؕ وَ عَہِدۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ اَنۡ طَہِّرَا بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَ الۡعٰکِفِیۡنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿۱۲۶﴾

اور جب ہم نے (اپنے) گھر کو لوگوں کے بار بار اکٹھا ہونے کی اور امن کی جگہ بنایا۔ اور ابراہیم کے مقام میں سے نماز کی جگہ پکڑو۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک و صاف بنائے رکھو۔

وَ اِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰہٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَ اِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۱۲۸﴾

اور جب ابراہیم اُس خاص گھر کی بنیادوں کو اُستوار کر رہا تھا اور اسماعیل بھی (یہ دعا کرتے ہوئے) کہ اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

مزدور کو عربی میں ”اجیر“ کہتے ہیں۔ یہ اجرت مادی تو ہے ہی، روحانی بھی ہوسکتی ہے۔ نفسیاتی اور دلی یعنی اندرونی اور باطنی بھی۔ اور تمام اللہ کے پاک بندے اللہ کے اجیر ہیں۔ جن کے کاموں کی اجرت اللہ تعالیٰ ان کے ناموں کو زندہ رکھ کر دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا اور میں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھ کرنا چاہئے تھا اور **میں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔** یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہوا۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 410)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء کرام نے افراد جماعت کو سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی تقلید میں محنت کرنے اور ہاتھ سے کام کی مسلسل تلقین فرمائی۔ بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس حوالہ سے نوجوانوں کو بالخصوص مخاطب فرمایا۔ آپ نے ایک اشتہار بعنوان ”خدا کے ایک بندہ کو آپ کی تلاش ہے“ شائع فرمایا۔ جو آج بھی جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز ہے۔ آپ نے اس میں 18 امور تحریر فرمائے اور سب سے پہلے نمبر پر آپ نے فرمایا۔ کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں؟ اتنی محنت کہ 13، 14 گھنٹے دن میں کام کرسکیں۔

ایک موقع پر فرمایا کہ مرد کا حسن اس کے بناؤ سنگھار میں نہیں بلکہ اس کی طاقت اور کام میں ہے۔ (مشعل راہ جلد اول صفحہ 342)

پھر فرمایا:۔

بے کاری کا ایک دن بھی موت کا دن ہے۔ (تلقین عمل صفحہ 120)

آپ نے فتح اسلام کے لئے تحریک جدید کی بنیاد رکھی۔ جس کے کچھ مطالبات آپ نے جماعت کے سامنے رکھے۔ اس کے 16ویں مطالبہ میں ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنا ہے۔ آپ نے وقارعمل کا مبارک نظام بھی جاری فرمایا۔

آج مغربی دنیا، ہمارے ایشیائی ممالک سے کیوں آگے ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ہاتھ سے کام کرنے میں کوئی عار نہ جانا۔ کوئی نوکر شاہی کا نظام جاری نہ ہوا۔ وہ اپنے باتھ روم خود صاف کرتے ہیں۔ وہ دفتر میں اپنے میز کرسی خود صاف کرتے ہیں۔ وہ دفتروں اور گھروں میں کوئی چیز کسی کو دینی ہو تو کوئی ہیلپر (helper) یا مددگار کارکن نہیں ہوتا وہ تمام خود اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کے متعلق آتا ہے کہ ایک دن آپ کے مہمان آگئے۔ رات کو دیا جلایا جو کچھ دیر بعد تیل ختم ہونے کی وجہ سے بجھ گیا۔ اس پر آپ کے مرید دیئے کی طرف لپکے کہ ہم تیل بھروائی کر دیتے ہیں۔ مگر آپؒ اُٹھے اندر جاکر تیل ڈال کر دیئے کو جلا کر لے آئے اور مہمانوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ دیئے میں تیل ڈالنے سے قبل بھی میں عبدالعزیز تھا اور تیل ڈالنے کے بعد بھی عمر بن عبدالعزیز ہوں۔

ہماری خواتین تو پہلے ہی گھر کے کام کام میں مصروف رہتی ہیں لیکن آج کل گھروں میں کام کانے کے لئے خواتین رکھنے کا رواج اب تو یورپ میں پنپنے لگا ہے۔ اس لاک ڈاؤن میں ایسی خواتین گھروں میں کام کرنے کی عادی بھی ہوئی ہیں۔ ان دنوں میں ایسا کر کے وہ حقیقت میں حضرت فاطمہؓ بنت محمدؐ سے جا ملیں ہیں۔ ایک دفعہ حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ کے ساتھ دربار رسول میں حاضر ہوئے اور گھر کے کام کاج کے حوالے سے حضرت فاطمہ کی مشقتوں کا ذکر کر کے غنائم میں سے ایک غلام کی درخواست کی۔ جس پر آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کو مخاطب ہوکر فرمایا۔ فاطمہ! اللہ سے ڈرو۔ اپنے رب کے فرائض ادا کرو۔ گھر کے کام کاج خود کرو۔ رات کو سونے لگو تو 33بار سبحان اللہ، 33بار الحمد للہ اور 34 بار اللہ اکبر کا ذکر کرو۔ یہ طرزعمل نوکر چاکر کی تمنا سے زیادہ بہتر ہے۔

(ابوداؤد کتاب الخراج)

ایک موقع پر آنحضور ﷺ نے سچے اور دیانتدار تاجر کو نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کی معیت کا حقدار قرار دیا۔

(ترمذی کتاب البیوع)

اور ایک اور موقع پر فرمایا کہ سچے اور مسلمان تاجر کو بروز قیامت شہداء میں شامل سمجھا جائے گا۔

(ابن ماجہ ابواب التجار)

ہر مومن ایک روحانی تاجر ہے جس نے اپنے اللہ تبارک وتعالیٰ سے تجارت کررکھی ہے۔ جس کے لئے وہ محنت کرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ تجارت میں ایک مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور اس کی خاطر محنت کرتا ہے۔ جس میں اہل خانہ سب سے پہلے آتے ہیں۔

لہٰذا لاک ڈاؤن میں سیکھا ہوا سبق ہم اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور اپنے خدا کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

از صفحہ 1

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا جو سکھائی گئی، جب یہ آیت اتری آپ کی عمر پچپن، چھپّن سال تھی تو کہتے ہیں کہ یہ اس لئے ہے کہ مومنوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ ہمارے لئے بھی ہے۔ کسی بھی عمر میں علم حاصل کرنے سے غافل نہیں ہونا چاہئے اور مایوس نہیں ہونا چاہئے پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ”دنیا میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بچپن سیکھنے کا زمانہ ہوتا ہے، جوانی عمل کا زمانہ ہوتا ہے اور بڑھاپا عقل کا زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کریم کی رو سے ایک حقیقی مومن ان ساری چیزوں کو اپنے اندر جمع کرلیتا ہے۔ اس کا بڑھاپا اسے قوت عمل، اور علم کی تحصیل سے محروم نہیں کرتا۔ اس کی جوانی اس کی سوچ کو ناکارہ نہیں کر دیتی بلکہ جس طرح بچپن میں جب وہ ذرا بھی بولنے کے قابل ہوتا ہے ہر بات کو سن کر اس پر فوراً جرح شروع کر دیتا ہے اور پوچھتا ہے کہ فلاں بات کیوں ہے اور کس لئے ہے اور اس میں علم سیکھنے کی خواہش انتہا درجہ کی موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کا بڑھاپا بھی علوم سیکھنے میں لگا رہتا ہے۔ اور وہ کبھی بھی اپنے آپ کو علم کی تحصیل سے مستغنی نہیں سمجھتا۔ اس کی موٹی مثال ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات میں ملتی ہے، آپ کو پچپن، چھپّن سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ الہاماً فرماتا ہے کہ ”قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا“۔ یعنی اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ساتھ ہمارا سلوک ایسا ہی ہے جیسے ماں کا اپنے بچے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لئے بڑی عمر میں جہاں دوسرے لوگ بیکار ہوجاتے ہیں اور زائد علوم اور معارف حاصل کرنے کی خواہش ان کے دلوں سے مٹ جاتی ہے اور ان کو یہ کہنے کی عادت ہوجاتی ہے کہ ایسا ہوا ہی کرتا ہے، تجھے ہماری ہدایت یہ ہے کہ ہمیشہ خداتعالیٰ سے دعا کرتا رہ کہ خدایا میرا علم اور بڑھا، میرا علم اور بڑھا۔“

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۵ صفحہ ۴۶۹، ۴۷۰)(خطبہ جمعہ 18جون 2004ء)

چھٹی صدی کے مجدد حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ

(باسل احمد بشارت)

نام و نسب

آپ کا نام عبد القادر، کنیت ابو محمد اور لقب محی الدین تھا۔عوام الناس میں آپ غوث اعظم کے عرف سے مشہور ہیں۔آپ کے والد ماجد کا نام سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست (مجاہد) اور والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر فاطمہ بنت عبد اللہ صوّمعی تھا۔آپ نجیب الطرفین تھے۔آپ کا سلسلہ نسب والد محترم کی طرف سے گیارہ واسطوں سے اور والدہ محترمہ کی طرف سے چودہ واسطوں سے خلیفۂ راشد داماد رسولؐ حضرت علیؓ سے جاملتا ہے۔

والد محترم حضرت امام حسن کی نسل سے اور والدہ محترمہ حضرت امام حسین کی نسل سے تھیں۔آپ کاوالد محترم کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے:ابو محمد عبد القادر بن ابو صالح جنگی دوست بن ابوعبد اللہ بن یحیٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ ثانی بن عبد اللہ ابو المکارم بن موسیٰ الجون بن عبد اللہ المحض بن حسن مثنی بن امام حسنؓ بن حضرت علیؓ۔

آپ اپنے نام و نسب کے بارہ میں لکھتے ہیں:

أَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمُخْدَعُ مَقَامِي
وَأَقْدَامِي عَلٰى عُنُقِ الرِّجَالِ
وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِي
وَجَدِّي صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

(قصیدہ غوثیہ)

یعنی میں حضرت امام حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں اور میرا مقام مخدع ہے اور تمام اولیاء کی گردن پر میرے قدم ہیں اور میرا مشہور نام عبد القادر ہے اور میرے آباء و اجداد سرچشمہ کمالات ہیں۔

پیدائش

آپ 11ربیع الثانی 470ھ میں ملک فارس کے علاقہ گیلان کے قصبہ نیف میں عالم وحدت سے عالم ناسوت میں آئے۔عربی زبان میں ’’گ‘‘ کو ’’ج‘‘ سے لکھا اور پڑھا جاتا ہے اس طرح آپ جیلانی کہلائے۔ایک روایت کے مطابق آپ کی پیدائش یکم رمضان 471ھ میں علاقہ جیل میں ہوئی۔اس لحاظ سے آپ کو جیلی بھی کہا جاتا ہے۔چنانچہ آپ نے اپنے قصیدہ غوثیہ میں لکھا ہے:

أَنَا الْجِيْلِيُّ مُحْيُ الدِّيْنِ اِسْمِي
وَأَعْلَامِي عَلٰى رَأْسِ الْجِبَالِ

(قصیدہ غوثیہ)

یعنی میں جیلیؔ (علاقہ جیلی کا رہائشی ہوں) اور میرا نام محی الدین ہے اور میری عظمت کے نشان پہاڑوں کی چوٹیوں پر گڑے ہوئے ہیں۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ گیلان، جیلان، جیلی وغیرہ ایک ہی علاقہ کے مختلف نام ہیں جو بغداد کے جنوب میں مدائن کے قریب ہے۔

ایام طفولیت

بچپن میں ہی والد محترم کی وفات ہوگئی۔آپ کے نانا نے آپ کو اپنے سایۂ عاطفت میں لیا۔آپ اپنی عمر کے دوسرے بچوں کی نسبت دانشمند اور ذہین تھے۔کچھ عرصہ بعد آپ کے نانا بھی اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت

حضرت عبد القادر جیلانی کی پیدائش اولیاء و عارفین باللہ کے خاندان میں ہوئی۔آپ کے والد محترم ابو صالح، آپ کے دادا عبد اللہ بن یحیٰ زاہد اور نانا عبد اللہ صوّمعی اہل ارشاد اور اولیاء اللہ میں سے تھے۔آپ کی والدہ محترمہ فاطمہ اور آپ کی پھوپھی عائشہ عابدات، صالحات اور عارفات باللہ تھیں۔اس وجہ سے آپ کو ولد الاشراف کہا جاتا تھا۔اس لحاظ سے آپ کی تربیت ایک پاک خاندان میں ہوئی اور قرآن وحدیث کاابتدائی علم بھی گھر والوں سے ہی حاصل کیا۔پھر جیلان کے مقامی مکتب میں کچھ تعلیم پائی۔

قصد سفر بغداد

آپ ایسے ولی کامل تھے جن کو بچپن سے ہی کشف و الہامات کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ایک کشف کی بناء پر اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے اپنی والدہ محترمہ سے مزید تحصیل علم کے لیے بغداد جانے کی اجازت طلب کی۔عمر رسیدہ پاکباز والدہ نے اپنے خاوند کے ترکہ کے اسّی دیناروں میں سے چالیس دینار ان کے بھائی سید ابو احمد عبد اللہ کے لیے رکھے اور باقی چالیس ان کی قمیص میں سی دیئے۔دعا کے ساتھ رخصت کرنے لگیں تو سید عبد القادر نے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔والدہ محترمہ نے کہا کہ سچ کا دامن تھام لو اور جھوٹ کو کبھی پاس نہ پھٹکنے دینا۔آپ نے اپنی بوڑھی ماں سے اس بات کا عہد کیا اور رخت سفر باندھا۔

ڈاکوؤں کا حملہ

آپ ایک قافلہ کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہوئے۔ہمدان تک تو سب خیریت رہی جب آگے کوہستانی علاقہ وادی ربیک میں پہنچے تو ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کر دیا اور تمام سازوسامان لوٹ لیا۔ایک ڈاکو آپ کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا آپ کے پاس بھی کچھ ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ڈاکو نے آپ کی بات مذاق میں اڑادی اور چلا گیا۔پھر دوسرا ڈاکو آیا اس نے بھی وہی سوال کیا اور آپ نے پہلے والا جواب دیا۔ڈاکو نے یہ بات مذاق سمجھی اور چلا گیا پھر جب دونوں ڈاکوؤں نے یہ بات اپنے سردار سے کی تو سردار نے آپ کو طلب کیا اور پوچھا کہ کیا واقعی آپ کے پاس چالیس دینار ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں، ہیں۔تو سردار نے کہا کہ کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری قمیص میں سلے ہوئے ہیں سردار نے قمیص ادھیڑ کر دیکھی تو واقعی چالیس دینار نکل آئے۔ڈاکوؤں کا سردار اور ڈاکو یہ دیکھ کر حیران ہوگئے سردار نے پوچھا کہ بچے! تمہیں معلوم ہے کہ ہم ڈاکو ہیں اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہو وہ لوٹ لیتے ہیں، پھر تم نے کیوں اپنے چالیس دیناروں کا بتایا۔آپ نے فرمایا کہ میری ماں نے مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔تو میں کیونکر چالیس دینار کی خاطر اپنی ماں کی نصیحت کو نظرانداز کر دیتا۔آپ کے یہ الفاظ ڈاکو سردار کے سینے میں پیوست ہوگئے اور شرم و ندامت سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور بولا کہ اے بچے! تم نے اپنی ماں سے کیا ہوا عہد کا اتنا پاس رکھا اور افسوس کہ میں اپنے خالق حقیقی کا عہد برسوں سے توڑ رہا ہوں۔یہ کہہ کر اس نے راہزنی اور باقی برائیوں سے توبہ کر لی اور سردار کو دیکھ کر باقی ڈاکوؤں نے بھی ایسا ہی کیا اور قافلہ کا تمام ساز و سامان واپس کر دیا۔یہ پہلی توبہ تھی جو گمراہ لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر کی۔

(قلائد الجواہر فی مناقب عبد القادر از علامہ محمد بن یحیٰ الحلبی (متوفی963ھ) صفحہ9)

بغداد میں آمد

الغرض اٹھارہ سال کی عمر میں 488ھ کو عباسی خلیفہ مستظہر باللہ کے دور میں آپ بغداد تشریف لائے۔بغداد میں آپ عسرت کی حالت میں رہنے لگے۔نوبت فاقوں تک پہنچ گئی۔ایک دن آپ حلال رزق کی تلاش میں کھنڈرات کی طرف گئے وہاں پہلے سے فقراء و اولیاء موجود تھے۔آپ واپس شہر لوٹ آئے۔راستے میں جیلان کے ایک شخص نے آپ کو ایک سونے کا ٹکڑا دیا اور کہا کہ یہ سونا تمہاری ماں نے تمہارے لیے بھیجا ہے۔آپ نے کھنڈرات کے فقراء و اولیاء کو سونے کا کچھ حصہ دیا اور بتایا کہ یہ میری والدہ نے بھیجا ہے۔باقی سونے کا کھانا خرید کر بغداد شہر کے فقراء کے ساتھ مل کر کھایا۔(قلائد الجواہر صفحہ9) زمانہ طالبعلمی میں آپ نے بہت صعوبتیں اٹھائیں۔

اساتذہ

بغداد میں آپ شیخ ابو سعید مخرمی کے مدرسہ نظامیہ سے منسلک ہوگئے۔علم فقہ ابو سعید مخرمی سے سیکھا اور انہوں نے ہی آپ کو لباس خرقہ پہنایا۔علوم حدیث ابو محمد جعفر السراج سے،علم ادب و لسان ابوزکریا یحیٰ بن علی تبریزی سے،علم تصوف حماد بن مسلم الدباس سے سیکھا۔

عبادت الٰہی اور مجاہدات

سید عبد القادر جیلانی 488ھ سے 496ھ تک تمام علوم دنیوی پر دسترس حاصل کی۔اس کے بعد آپ نے 25سال تک سخت مجاہدے و مراقبے کیے۔تزہد و تعبد اختیار کرتے ہوئے کثرت عبادت و ریاضت سے فنافی اللہ اور فنافی الرسول ہوگئے۔آپ اپنی تمام خواہشات سے کنارہ کش ہوگئے۔26سال کی عمر عنفوان شباب میں دنیاوی چیزوں کو چھوڑ دینا ایک بہت بڑا مجاہدہ ہے۔شیخ ابو عبد اللہ نجار بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی نے مجھ سے اپنے واقعات اس طرح بیان کیے کہ میں جس قدر مشقتیں برداشت کرتا تھا اگر وہ کسی پہاڑ پر ڈال دی جائیں تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہوجاتا اور جب وہ مشقتیں میری قوت برداشت سے باہر ہوجاتیں تو میں زمین پر لیٹ کر کہتا کہ ’’فان مع العُسر یسرًا ان مع العسر یسرا‘‘۔اس سے مجھے سکون مل جاتا۔(قلائد الجواہر ص10)

آپ نے عراق کے جنگلوں اور ویرانوں کو اپنا مسکن بنالیا۔آپ کی خوراک لوگوں کی پھینکی ہوئی چیزیں ہوا کرتی تھیں۔روزے کثرت سے رکھتے تھے۔آپ نے اپنی جوانی میں ہی حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔عبادت الٰہی کا بہت شوق تھا۔آپ ہمیشہ باوضو رہتے۔

احیائے دین و اصلاح وارشاد

سیدعبدالقادرجیلانی جس دور میں بغداد آئے اس وقت اسلامی سلطنت کا شیرازہ بکھر رہا تھا۔پہلی صلیبی جنگ کا آغاز ہو چکا تھا مسلمانوں کی سیاسی ابتری کے ساتھ اخلاقی پستی میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔عالم اسلام کی حالت ابتر تھی۔معتزلی،باطنی،بدعتی فتنے اپنے عروج پر تھے۔خلق قرآن اور تقدیر وغیرہ کے مسائل نے لوگوں کے ایمان کو متزلزل کر دیا تھا اور رہی سہی کسر علمائے سوء اور نام نہاد صوفیاء نے پوری کر دی تھی۔زنا،خیانت اور منافقت کا بازار گرم تھا۔

ایسے وقت میں آپ میدان میں اترے اور احیائے دین کے لیے جدوجہد شروع کی اور اصلاح و ارشاد کے کام کا آغاز کیا۔آپ نے اپنے وعظ ونصیحت،درس و تدریس وغیرہ سے لوگوں کے دلوں میں ایمان کی شمع روشن کر دی۔شرک کے خلاف جہاد کیا۔عالم اسلام کو ایک نئی زندگی بخشی۔درست اصطلاحات صوفیاء بیان کیں۔آپ کی تعلیم و فتاویٰ کا ماخذ قرآن و سنت کی تعلیمات ہوا کرتی تھیں۔آپ کا بنیادی مقصد احیائے اسلام تھا۔اسی وجہ سے آپ کو ''محی الدین'' کا لقب ملا اور اپنے زمانے کے مجدد کہلائے۔

وعظ ونصیحت اور درس و تدریس

شروع میں آپ نے ایک خواب دیکھا کہ رسول اللہؐ تشریف لائے اور آپ سے فرمایا:اے عبدالقادر!تم لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لیے وعظ ونصیحت کیوں نہیں کرتے؟آپ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میں ایک عجمی ہوں۔عرب کے فصحاء کے سامنے کیسے بولوں؟رسول اللہؐ نے فرمایا:اپنا منہ کھولو۔آپ نے حکم کی تعمیل کی تو رسول اللہؐ نے سات دفعہ اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور فرمایا:جاؤ قوم کو وعظ ونصیحت کرو اور ان کو اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ۔

آنکھ کھلنے کے بعد آپ نے نماز ظہرادا کی اور وعظ کے لیے بیٹھے لیکن جھجکتے رہے تو کشفاً حضرت علیؓ کو دیکھا جو کہہ رہے تھے کہ وعظ شروع کیوں نہیں کرتے۔آپ نے کہا کہ میں گھبرا گیا ہوں۔حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اپنا منہ کھولو تو حضرت علیؓ نے چھ بار اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا۔آپ نے عرض کیا کہ سات بار آپؐ نے کیوں نہیں لعاب دہن ڈالا۔تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کے ادب کی وجہ سے ایسا کیا۔یہ کہہ کر حضرت علیؓ غائب ہو گئے اور آپ نے وعظ کا آغاز کیا۔لوگ آپ کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

(قلائد الجواہر ص13)

درس و تدریس

اس کے بعد پہلے تو آپ نے درس و تدریس اور وعظ ونصیحت کا سلسلہ ابوسعید مخرمی کے مدرسہ میں 521ھ کو جاری کیا۔پھر جب آپ کی شہرت عام ہوئی تو عرب و عجم سے لوگ ان جواہر کو سمیٹنے آنے لگے۔آپ اپنے وعظ میں کسی کی رعایت نہیں فرمایا کرتے تھے اور نہایت پرجوش انداز میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔آپ فرماتے تھے کہ لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے جب تک اسے زور سے رگڑا نہ جائے گا دور نہ ہوگا۔528ھ میں مدرسہ کی عمارت میں توسیع کی۔

آپ عموماً ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے تھے۔یہ سلسلہ 521ھ سے 561ھ تک چالیس سال جاری رہا۔شیخ عمرؒ کا بیان ہے کہ کوئی مجلس خالی نہیں جاتی تھی جس میں یہود و نصاریٰ ایمان نہ لاتے ہوں یا قاتل ڈاکو توبہ نہ کرتے ہوں۔(قلائد الجواہر ص63)ایک روایت کے مطابق پانچ ہزار سے زائد یہود و نصاریٰ نے آپ کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ 36)

خضر علیہ السلام سے ملاقات

حضرت خضرؑ سے آپ کی کئی دفعہ ملاقات ہوئی۔ایک دفعہ بغداد میں داخل ہوتے وقت اور دوسری مرتبہ حضرت سیدعبدالقادر جیلانی خود بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نے لوگوں کو وعظ کرنا شروع کیا تو میرے پاس ابو العباس خضر علیہ السلام میرے امتحان کے لیے تشریف لائے جیسا کہ مجھ سے پہلے اولیاء کا امتحان لیا کرتے تھے۔پھر مجھ پر ان کے راز کا انکشاف ہوا جو میں نے انہیں بتایا تو وہ سر جھکائے ہوئے تھے۔میں نے کہا:اے خضر!میں بھی آپ کو ایسا ہی کہوں گا جیسا آپ نے حضرت موسیٰؑ کو کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر کی استطاعت نہیں رکھتے تو اے خضر!اب آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔اگر آپ اسرائیلی تھے تو آپ اسرائیلی ہیں تو میں محمدی ہوں۔یہ گیند ہے اور یہ میدان ہے۔یہ محمدؐ ہیں اور یہ رحمان۔یہ میرا گھوڑا تیار کھڑا ہے۔میری کمان پر چلّہ چڑھا ہوا ہے اور میری تلوار تیز دھار ہے۔

(قلائد الجواہر صفحہ 13)

فتویٰ نویسی

سیدعبدالقادر جیلانیؒ علم کا بحر ذخار تھے۔آپ کے علم وفضل کا چرچا جب ہرطرف ہونے لگا تو لوگ دور دراز سے آپ کے پاس استفتاء کے لیے آنے لگے۔528ھ کو آپ نے فتویٰ دینا شروع کیا۔آپ بالعموم حنبلی فقہ یا پھر شافعی فقہ کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔علماء وفقہاء آپ کے فتاویٰ کی صحت کے قائل تھے۔

(قلائد الجواہر صفحہ 38)

وفات

ربیع الثانی 561ھ کو سیدعبدالقادر جیلانیؒ نوّے سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔آپ نے اپنی وفات کی خبر اپنے اہل خانہ کو پہلے سے ہی دے دی تھی۔آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین باب الازج کے مدرسہ میں ہوئی۔آپ کی وفات پر بہت سے علماء وفقہاء نے مرثیے لکھے۔

ازواج واولاد

سیدعبدالقادر جیلانی نے چارشادیاں کیں۔چاروں بیویوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد سے نوازا۔آپ کے کل 27 بیٹے اور 22 بیٹیاں تھیں۔آپ کے صاحبزادوں میں سے اکثر عالم و فاضل بنے۔مشہور صاحبزادوں کے نام یہ ہیں:شیخ عبد الوہاب،شیخ عبد الرزاق،شیخ عیسیٰ،شیخ ابوبکرعبدالعزیز،شیخ عبدالجبار وغیرہ

تصنیفات

سیدعبدالقادر جیلانیؒ نے حقائق و معارف سے بھری متعدد تصنیفات بزبان عربی و فارسی یادگار چھوڑیں۔جن میں سے معروف یہ ہیں:غنیة الطالبین،فتوح الغیب،کبریت احمر،السبوع الشریف،اورادالجیلانی،اغاثة العارفین وغایة من الواصلین،جلاء الخاطر فی الباطن والظاهر،تحفة المتقین و سبیل العارفین،حزب الرجاء ووالانتهاء،آداب السلوك،الرسالة الغوثية،فتح الربانی و الفیض الرحمانی،یواقیت الحكم،معراج لطیف المعانی،سر الاسرار فی التصوف،المواهب الرحمانیةوغیرہ۔اس کے علاوہ آپ کے اشعار کا مجموعہ ''دیوان غوث اعظم'' اور چودہ قصائد جن میں قصیدہ غوثیہ بھی شامل ہے، مشہور عام ہیں۔

شاگردان رشید

سیدعبدالقادر جیلانیؒ سے بہت سے متلاشیان علم ومعرفت نے فیض اٹھایا۔آپ نے اپنے خاص شاگردوں کو مختلف ممالک میں تبلیغ کے لیے بھجوایا اور مدارس قائم کروائے۔اس طرح آپ کے شاگرد ہرطرف پھیل گئے اور آپ سے نسبت رکھنے والے سلسلہ قادریہ کے نام سے مشہور ہوئے۔آپ کے مشہور شاگردوں میں سے چند یہ ہیں:ابو الحسن علی بن ابراہیم،شیخ محمود بن عثمان حنبلی،عبد اللہ بن ابو الحسن الجبائی،حافظ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی،شیخ ابو علی الحسن بن مسلم القادسی وغیرہ

حقوق اللہ اور حقوق العباد

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔شیخ الاسلام عزالدین بیان کرتے ہیں کہ ''اس قدر تواتر کے ساتھ کسی کی کرامتیں نہیں ملتیں جتنی کہ سلطان الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ظاہر ہوئیں۔حضرت شیخ نہایت درجہ حساس تھے اور قوانین شریعہ پر سختی سے عمل پیرا تھے اور ان کی طرف تمام لوگوں کو متوجہ کرتے تھے۔مخالفین شریعت سے اظہار تنفر کرتے۔اپنی تمام تر عبادات،مجاہدات کے باوجود آپ اپنی بیوی اور بچوں کا پورا خیال رکھتے تھے۔آپ فرماتے تھے کہ جو شخص حقوق اللہ وحقوق العباد کی راہوں پر گامزن رہتا ہے وہ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے مکمل اور جامع ہوتا ہے کیونکہ یہی صفت شارع علیہ السلام حضور اکرمؐ کی بھی تھی۔''

(قلائد الجواہر ص80)

صبر و استغناء

سیدعبدالقادر جیلانیؒ صبر و استغناء کا مرقع تھے۔آپ کو جب آپ کے صاحبزادوں یا صاحبزادیوں کی وفات کی خبر پہنچتی تو آپ صرف انا للہ وانا الیہ راجعون فرماتے اور وعظ جاری رکھتے۔ایک دفعہ بغداد قحط سالی کا شکار ہوگیا۔لوگوں کا بھوک سے برا حال تھا۔آپ خود روسبزیوں اور پتوں کی تلاش میں دریائے دجلہ کے کنارے گئے تو وہاں لوگوں کے ہجوم کو دیکھا جو پہلے ہی ان چیزوں کی تلاش میں تھے۔اس پر آپ بازار کی مسجد میں جاکر بیٹھ گئے۔شدت گرسنگی سے نڈھال تھے کہ ایک نوجوان بھنا ہوا گوشت اور روٹی لے کر مسجد میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے

لگا۔آپ فرماتے ہیں کہ میری حالت ایسی تھی کہ جب وہ نوجوان لقمہ اٹھاتا تو میرا منہ خود بخود کھل جاتا۔ پھر آپ نے اپنے نفس کو ملامت کیا کہ اللہ پر توکل اور بھروسہ رکھ۔ اچانک اس نوجوان کی آپ پر نظر پڑی اور اس نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ پہلے تو آپ نے انکار کیا پھر اس کے اصرار پر کھانے لگے۔ کھانے کے بعد وہ آپ سے آپ کا تعارف پوچھنے لگا تو آپ نے بتایا کہ میں طالب علم ہوں اور جیلان سے تعلق رکھتا ہوں تو اس نوجوان نے کہا کہ میں بھی جیلان سے ہوں تو کیا آپ ایک شخص عبد القادر کو جانتے ہیں؟ تو اس پر آپ نے فرمایا کہ وہ تو میں ہی ہوں۔ یہ سن کر وہ نوجوان ہکابکا رہ گیا اور بے چین ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ میرے بھائی مجھے معاف کر دو میں نے تمہاری امانت میں خیانت کی ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کیسی امانت؟اس نے کہا کہ آپ کی والدہ نے آٹھ دینار آپ کے لیے بھیجے تھے۔ میں بغداد آیا اور آپ کے بارہ میں لوگوں سے پوچھتا رہا لیکن کسی سے پتہ نہیں چلا۔ میرے متوقع قیام تک میرے ذاتی پیسے ختم ہو گئے اور میں تین دن تک کھانے کی تلاش میں رہا لیکن کچھ نہ پایا سوائے ان پیسوں کے جو آپ کی والدہ نے آپ کے لیے بھجوائے تھے۔ تو آج میں ان پیسوں سے یہ روٹی اور گوشت خرید کر لایا ہوں اور آپ میرے مہمان نہیں بلکہ میں آپ کا مہمان ہوں۔ آپ نے اس کی امانتداری اور حسن نیت کی تعریف کی اور کچھ دینار اور بقیہ کھانا اسے دیا جسے اس نے قبول کیا اور چلا گیا۔

(بہجتہ الاسرار از الشطنوفی ص126-127)

مقام و مرتبہ

شیخ عبد اللہ جبائی بیان کرتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا ایک شاگرد عمر حلاوی بغداد سے باہر چلا گیا اور جب چند سال غائب رہ کر بغداد واپس آیا تو میں نے پوچھا کہ تم کہاں غائب ہو گئے تھے؟اس نے کہا کہ میں مصر و شام اور بلادِ مغرب میں گھومتا پھرا۔ جہاں میں نے تین سو ساٹھ مشائخ سے کرام سے ملاقات کی لیکن ان میں سے ایک بھی ایسا نہ ملا جو علم و فضل میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا ہم پلّہ ہو اور سب کو یہی کہتے سنا کہ وہ ہمارے شیخ و پیشوا ہیں۔

(قلائدالجواہر ص 54)

ایک مرتبہ سید عبد القادر جیلانیؒ شیخ حماد بن دباس کی خدمت میں حاضر ہوکر رخصت ہوئے تو شیخ حماد نے کہا کہ اس عجمی کا قدم کسی وقت بلند ہوکر تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا اور اس کو حکم دیا جائے گا کہ تم کہہ دو: قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اور جب یہ جملہ ان کے منہ سے نکلے گا تو تمام اولیاء اللہ کی گردنیں پست کر دی جائیں گی۔ اس کے بعد شیخ حماد نے کہا کہ میں نے عبد القادر کے عہد شباب میں یہ دیکھا ہے کہ اس کے سر پر تحت الثریٰ سے لے کر ملاء اعلیٰ تک دو جھنڈے نصب کیے گئے ہیں اور ایک ہاتف غیبی بابانگ دہل اس کی عظمت کا اظہار کر رہا ہے۔ (قلائد الجواہر ص 55) چنانچہ ایسا ہی ہوا، حافظ ابو العز عبد المغیث وغیرہ کا بیان ہے کہ جس وقت ہم حلب کی خانقاہ میں شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مشہور مشائخ عراق کی ایک جماعت آپ کی مجلس میں موجود تھی اور آپ وعظ فرما رہے تھے۔ دوران گفتگو آپ نے مکاشفہ فرمایا اور فرمایا: ’’قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔‘‘ یہ سنتے ہی شیخ علی بن الہیتی نے منبر پر چڑھ کر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اور تمام حاضرین مجلس نے بھی ایسا ہی کیا۔

(قلائد الجواہر ص 78)

مختلف القابات

سید عبد القادر جیلانی ہمہ گیر شخصیت کے حامل اور تصوف کے بادشاہ سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کو آپ کے علمی و روحانی مقام کی وجہ سے مختلف القابات سے نوازا گیا جن میں سے مشہور یہ ہیں: ذو البیانین واللسانین، کریم الجدین والطرفین، صاحب البرھانین والسلطانین، امام الفریقین والطریقین، ذوالسراجین والمنھاجین، الباز الاشھب، محی الدین وغیرہ

دیگر اخلاق فاضلہ

سید عبد القادر جیلانیؒ علم و عرفان کا مینار تھے جس کا اعتراف علامہ ابن جوزی اور دیگر علماء نے بھی کیا۔ عجز و انکساری آپ کا خاص وصف تھا۔ حق گو اور امر بالمعروف ونھی عن المنکر کا نمونہ تھے۔ بسیار گوئی سے پرہیز کرتے تھے۔ غریبوں سے شفقت اور مریضوں کی عیادت آپ کا وطیرہ تھا۔ سخاوت کا مجسمہ اور پیکر عفو کرم تھے۔ نہایت رقیق القلب اور شرم و حیا کی اپنی مثال آپ تھے۔ وسیع القلب، کریم النفس، مہربان، وعدوں کے پاسدار، خوش گفتار اور خوش اطوار تھے۔ آپ بہت غریب پرور اور مساکین کی مدد کرنے والے تھے۔

شیخ معمر بیان کرتے ہیں کہ ’’میری آنکھوں نے شیخ عبد القادر جیلانی کے سوا کسی کو اتنا خوش اخلاق، وسیع القلب، کریم النفس، نرم دل، مہربان، وعدوں اور دوستی کا پاس رکھنے والا نہیں دیکھا۔ لیکن اتنے بلند مرتبت اور قدر و منزلت اور وسیع العلم ہونے کے باوجود چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے اور بزرگوں کا احترام کرتے، سلام میں ابتداء کرتے اور بزرگوں کے ساتھ بیٹھتے۔ فقراء کے ساتھ حلم و تواضع سے پیش آتے۔ کبھی کسی حاکم یا بڑے آدمی کے لیے کھڑے نہ ہوتے، نہ کبھی سلطان وزیر کے دروازے پر نہیں جاتے۔‘‘ (قلائد الجواہر صفحہ 19)

آپ کہتے ہیں کہ کسی شیخ کے لیے جائز نہیں کہ وہ مسند ولایت پر متمکن ہو جبتک اس میں اللہ تعالیٰ کی دو صفات ستّار و غفّار، رسول اللہؐ کی دو صفات شفیق و رفیق، حضرت ابوبکرؓ کی دو صفات صادق و متصدق، حضرت عمرؓ کی دو صفات امر بالمعروف و نہی عن المنکر، حضرت عثمانؓ کی دو صفات کھانا کھلانے والے اور رات کو نماز پڑھنے والے جب لوگ سو رہے ہوں، حضرت علیؓ کی دو صفات عالم و شجاع موجود نہ ہوں۔

(قلائد الجواہر صفحہ 13-14)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ میں یہ تمام صفات بدرجۂ اتم موجود تھیں۔

☆...☆...☆

بقیہ: مغربی معاشرے میں اسلامی اقدار...... از صفحہ 8

خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی والدین بہت حد تک ان باتوں سے دور رہتے ہیں اور ہمارے بچے بھی الا ماشاء اللہ۔ تاہم بعض چیزیں ایسی ہیں جو ہم بچوں کو کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان پر عمل کریں اور والدین کو کرنی بھی چاہئیں۔

1۔ ان میں ایک عقیقہ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ عقیقہ ’’ساتویں دن‘‘ اگر نہ ہو سکے تو پھر جب خدا تعالیٰ توفیق دے۔ ایک روایت میں ہے آنحضرت ﷺ نے اپنا عقیقہ چالیس کی عمر میں کیا تھا۔ ایسی روایات کو نیک ظن سے دیکھنا چاہئے جب تک قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے خلاف نہ ہوں۔ (فقہ المسیح صفحہ 238)

2۔ آمین۔ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔ اس کی بے انتہاء برکات ہیں پڑھنے کی، سننے کی، اسے یاد کرنے کی قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے کی۔ جب بچہ پہلی دفعہ قرآن کریم ختم کرے تو اس کی خوشی کرنی چاہئے اور یہ جائز ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بچوں کی آمین کی۔ لوگوں کو بلایا، اور دعوت کی۔ تو جب ہم دوسری بدعات کی جگہ ایسے کام کریں گے تو ہمارے بچے محرومی کا شکار نہ ہوں گے۔ لیکن اس میں بھی حدود سے تجاوز نہ کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے علم میں آیا ہے کہ جماعت میں یہ رجحان پیدا ہو رہا ہے کہ آمین کی تقریبات یا مختلف جماعتی تقریبات اور مساجد کے افتتاح کے مواقع پر خصوصی طور پر ایسے کیک تیار کئے جاتے ہیں جن پر قرآن شریف اور خانہ کعبہ کی تصویریں یا مساجد کا مکمل ماڈل بنا ہوتا ہے اور پھر ان cakes کو کاٹا جاتا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے: ’’ایسی تصویروں یا ماڈل والے کیک بنانا بالکل غلط طریق ہے اور ایک غلط رواج پڑ رہا ہے جس کو فوری طور پر روکنا ضروری ہے ورنہ بدعتیں بڑھتی چلی جائیں گی اور گمراہی کا موجب بنیں گی۔ اگر کیک تیار کروانا بھی ہو تو زیادہ سے زیادہ اس پر صرف مبارک باد لکھا جائے۔‘‘

اس مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک پیغام پر ختم کرتا ہوں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے خطبات، تقاریر اور پروگراموں میں ہمیں اسلامی روایات، سادہ زندگی، حسن اخلاق، معاملات میں عمدگی، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ اپنے ایک پیغام میں خواتین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ بچوں کو اعلی خلاق سکھانے بچوں کی اعلی تربیت کرنے، بچوں کو اسلامی اقدار اور روایات سکھانے میں مائیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:۔

’’تربیت اولاد کی ذمہ داری کو سمجھیں۔ اور اس پر خاص توجہ دیں اپنے بچوں کو نماز کا پابند بنائیں۔ انہیں خلافت سے وابستگی اور اس کی برکات سے متمتع ہونے کی تلقین کرتی رہیں۔ ان کا دینی علم بڑھائیں۔ انہیں جماعتی عقائد اور دلائل سکھائیں، انہیں ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ ان کے ساتھ اکھٹے بیٹھ کر میرے خطبات سنا کریں۔ اور بعد میں بچوں سے کچھ پوچھ لیا کریں تا کہ اگلی دفعہ وہ زیادہ غور سے سنیں۔‘‘

(ہفت روزہ بدر قادیان 13 فروری 2020 صفحہ 2)

اللہ تعالی ہمیں اسلامی اقدار، روایات اپنانے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ ہم ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہیں اور خلافت کی برکات سے مستفیض ہوتے رہیں۔ اللہ تعالی ہمیں خلافت کا حقیقی سلطان نصیر بنائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

مبلغین برطانیہ کا تعارف

حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹیؓ

(ندیم احمد بٹ۔مربی سلسلہ)

آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ متوطن کوٹ قاضی (ضلع گوجرانوالہ) کے صاحبزادے تھے جنہیں بیعت اولیٰ کے پہلے ہی روز سلسلہ احمدیہ سے منسلک ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

مختصر سوانح

حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحبؓ بھٹی، 9 نومبر 1886ء کو پیدا ہوئے۔ (تاریخ احمدیت جلد 28 صفحہ 210)

حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحبؓ کے والد حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ 1885ء میں جب پہلی بار قادیان آئے تو جاتے ہوئے مسجد اقصیٰ کی دیوار پر یہ تحریر لکھ دی کہ اگر وطن میں بوڑھی اور ضعیف والدہ نہ ہوتیں تو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معیت سے جدا نہ ہوتا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک بار حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کے متعلق فرمایا ''اس شخص کو ہمارے ساتھ عشق ہے۔'' حضرت اقدس علیہ السلام نے 1897ء میں۔ ''ضمیمہ انجام آتھم'' میں جن 313 صحابہ کا ذکر فرمایا ہے ان میں آپؓ اور آپکی وجہ سے حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کے دونوں بیٹے حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحبؓ اور حضرت قاضی عبد الرحیمؓ شامل ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 12مارچ 1999ء)

ابتدائی تعلیم

حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحبؓ اپنے والد ماجد کے ساتھ پہلی بار مارچ 1900ء میں قادیان آئے اور مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخلہ لے لیا۔ بعد ازاں بی اے کا امتحان علی گڑھ سے اور بی ٹی کا ٹریننگ کالج لاہور سے پاس کیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 28 صفحات 210 تا 211)

وقف زندگی کی تحریک

ستمبر 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وقف زندگی کی پہلی منظم تحریک فرمائی جس پر آپ نے لبیک کہا۔حضرت اقدسؑ نے اپنے قلم مبارک سے آپ کی درخواست پر لکھا: ''خط کے مضمون سے آگاہی ہوئی۔ امید ہے آپ کو انتظام کے وقت میں یاد کروں گا اور مناسب جگہ میں خدمت دین کے لئے بھیجوں گا۔مناسب ہے اپنا نام مفتی صاحب کے رجسٹر میں درج کرادیں۔

والسلام مرزا غلام احمد (علیہ السلام)۔''

(تاریخ احمدیت جلد 28 صفحات 212 تا 213)

اہلیہ و اولاد

حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحبؓ کا نکاح ایک صحابیہ حضرت سیدہ کلثوم بانو صاحبہؓ سے ہوا جن کے بطن سے ایک بیٹی ہوئی۔ ان کا نام امتہ الوہاب صاحبہ ہے۔ آپ کی دوسری شادی 1927ء میں ڈاکٹر عطاء محمد خاں صاحب آف دسوھہ کی صاحبزادی امتہ الرشید بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ جس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 28 صفحہ 230)

انگلستان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحبؓ کو 1913ء میں بغرض تبلیغ انگلستان روانہ ہونے سے پہلے آپ کو حضور نے ہدایات و نصائح اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر دیں۔ ان کا ملخص یہ ہے: ''اس بات کو خوب یاد رکھیں کہ یورپ کو فتح کرنے جاتے ہیں نہ کہ مفتوح ہونے۔ یورپ کی ہوا کے آگے نہ گریں۔ بلکہ اہل یورپ کو اسلامی تہذیب کی طرف لانے کی کوشش کریں۔ خدا کی بادشاہت کے دروازوں کو تنگ نہ کریں لیکن عقائد صحیحہ کے اظہار سے کبھی نہ جھجکیں۔ کھانے، پینے اور پہننے میں اسراف اور تکلیف سے کام نہ لیں۔ اخلاص سے سمجھائیں اور محبت سے کلام کریں۔ ہر ہفتہ مفصل خط لکھتے رہیں۔ اگر کوئی تکلیف ہو تو خدا تعالیٰ سے دعا کریں۔ اگر کسی فوری جواب کی ضرورت ہو۔ خط لکھ کر ڈال دیں۔ اور خاص طور پر دعا کریں تعجب نہ کریں اگر خط کے پہنچتے ہی یا پہنچنے سے پہلے ہی جواب مل جائے خدا کی قدرتیں وسیع اور اس کی طاقت بے انتہا ہے۔ اپنے اندر تصوف کا رنگ پیدا کریں کم خوردن، کم گفتن، کم خفتن عمدہ نسخہ ہے۔ اور تہجد ایک بڑا ہتھیار ہے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 4 ص 177)

حضرت قاضی محمد عبد اللہؓ صاحب اکتوبر 1915ء میں انگلستان پہنچے۔ مارچ 1916ء میں آپؓ نے حضرت چوہدری فتح محمد سیالؓ صاحب سے چارج لیا۔ آپؓ نے اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی کہ احمدیہ مسلم مشن بجائے کرایہ کے مکان میں ہونے کے اپنا مکان کیوں نہ خرید لیا جائے۔ چنانچہ 2۔ اسٹار سٹریٹ عقب آکسفورڈ سٹریٹ مارگیج پر حاصل کیا گیا اور آپؓ وہاں منتقل ہوگئے۔ آپؓ نے لیکچرز، تقسیم لٹریچر اور خط وکتابت کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھا۔قریب ہی ہائیڈ پارک سپیکر کارنر تھا۔ اس لئے ہفتہ اور اتوار کو وہاں بھی لیکچر دینے شروع کئے۔ حضرت قاضی صاحبؓ کے ساتھ اپریل 1917ء سے جنوری 1920ء تک حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کام کرتے رہے۔

(الفضل 20 ستمبر 2013ء صفحہ 3)

حضرت قاضی صاحبؓ 28 نومبر 1919ء کو انگلستان سے مرکز احمدیت قادیان میں تشریف لائے۔ 1922ء میں مجلس مشاورت کا آغاز ہوا۔ آپ ان خوش نصیبوں میں سے ہیں جو اس پہلی تاریخی مشاورت میں مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ مارچ 1923ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے شُدھی کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اس سلسلہ میں حضرت قاضی صاحب کو نائب امیر وفد مجاہدین کی حیثیت سے

اچھنیرہ (ضلع آگرہ) اور وتیرہ (ضلع متھرا) میں تبلیغ خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ کو 1924ء میں ملکانہ سے واپس آنے پر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا ہیڈ ماسٹر بنادیا گیا۔ آپؓ نے کئی سال تک بطور قاضی سلسلہ بھی خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی اور سالہا سال تک کشمیر کمیٹی کے سیکرٹری بھی رہے۔ 13 تا 16 ستمبر 1962ء کے دوران آپ نے قائمقام ناظر امور عامہ و خارجہ کے فرائض سرانجام دیئے۔ نومبر 1934ء میں تحریک جدید کا آغاز ہوا اور آپ نے اس کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔فروری 1932ء میں آپ دفتر کشمیر ریلیف فنڈ کے انچارج مقرر ہوئے۔ 1944ء تا 1945ء اور 1946ء کے جلسہ ہائے سالانہ قادیان کے انتظامات آپ ہی کی نگرانی میں ہوئے کیونکہ آپ ہی ناظر ضیافت تھے۔ ہجرت قادیان 1947ء کے بعد آپ کچھ عرصہ لاہور میں قیام فرمارہے اور پھر مستقل طور پر ربوہ میں رہائش اختیار کر لی اور اپریل 1951ء تک ناظر ضیافت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ 29 اگست 1955ء سے لے کر 30 اپریل 1956ء تک آپ نے قائمقام افسر لنگر خانہ کے فرائض سرانجام دیئے۔ دفتر انصار اللہ مرکزیہ کی تعمیر کے لئے بھی 1957ء میں آپؓ نے ایک سو روپیہ چندہ دیا اور وقف جدید کی تحریک پر لبیک کہنے والوں میں بھی آپ السابقون الاولون میں شامل تھے۔

آپ کے عرصہ قیام میں آپ نے انگلستان کے تثلیث کدوں میں والہانہ شان سے حق کی آواز بلند کی، ملکی سوسائٹیوں، ممتاز شخصیات اور اونچے طبقوں تک اثر و نفوذ پیدا کیا اور سعید روحوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق صداقت کا آشکار کیا

(تاریخ احمدیت جلد 28 صفحات 228 تا 230)

وفات اور نماز جنازہ

حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب نے 27 ستمبر 1972ء کو انتقال فرمایا۔ اگلے روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے سوا پانچ بجے شام مقبرہ بہشتی ربوہ کے وسیع میدان میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تدفین مکمل ہونے پر دعا کرائی۔ اس طرح وہ آخری تاریخی وجود بھی ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ جسے 313 کے ممتاز اصحاب میں شامل ہونے کا خصوصی فخر و امتیاز حاصل تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 28 صفحات 229 تا 230)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

قسط نمبر 3

مغربی معاشرہ میں اسلامی اقدار کا احیاء

(سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ)

نماز میں صفیں سیدھی رکھنا اور صحیح اذان دینا

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’بعض باتیں چھوٹی نظر آتی ہیں لیکن ہوتی بہت بڑی ہیں اور ان سے بڑے بڑے فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ پس ان چیزوں کو چھوٹا سمجھ کر نظر انداز نہیں کر دینا چاہئے بلکہ ان کے فوائد کو مدنظر رکھ کر ان پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے…… مثلاً نماز ہی کو لے لیں…… رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں نماز میں صفیں سیدھی نہیں رکھو گے تو تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ اب صفوں کا سیدھی رکھنا بظاہر ایک غیر دینی چیز ہے یا محض نظام کا ایک حصہ ہے خود نماز کے مقصد اور اس کے مغز کے ساتھ اس کا زیادہ تعلق نہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ نماز میں صفیں اپنی ذات میں مقصود نہیں ہوتیں۔ رسول کریم ﷺ نے انہیں اتنی اہمیت دی کہ فرمایا کہ اگر تم نماز میں صفیں سیدھی نہیں کرو گے تو تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے…… فرمایا میں نے یہ تمہید اس لئے باندھی ہے کہ میں نے بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ہماری جماعت بعض اوقات چھلکے کو نظر انداز کر دیتی ہے اور صرف مغز کو مدنظر رکھتی ہے۔ مثلاً نماز میں صفوں کا سیدھا رکھنا ہے۔ ہماری جماعت اس طرف توجہ نہیں کرتی یا پھر اذان ہے اس کی تصحیح کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔‘‘

(فرمودات حضرت مصلح موعودؓ درباره فقہی مسائل صفحہ 51-52)

لہٰذا نماز کے وقت ہر شخص کو صف میں سیدھا کھڑا ہونا چاہئے اس کا آسان طریق یہ ہے کہ ہر شخص خود کو دیکھے کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔ اس سے صف سیدھی ہونے میں مدد ملے گی۔ ہم دوسروں کو سیدھا کرتے ہیں۔ حالانکہ اپنے آپ کو سیدھا کھڑا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اذان کی درستگی بھی بہت ضروری ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس ضمن میں ایک واقعہ بھی سنایا:

’’اذان کا درست طور پر یاد کر لینا معمولی سی بات ہے اور اس کے خوبصورت یا بدصورت ہونے کا طبائع پر اثر پڑتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سنایا کرتے تھے کہ ایک مسجد کے پاس ایک سکھ رئیس رہا کرتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ اس مسجد میں اذان دینے والے کو کچھ تحفہ دیا۔ پگڑی اور دس بارہ روپے اسے دے دیئے اور کہا کہ یہ نذر ہے اس لئے کہ آپ آئندہ اذان کہنی چھوڑ دیں۔ اس نے پوچھا کہ کیوں تو وہ کہنے لگا کہ آپ کی آواز ایسی اچھی ہے کہ میری بیٹی کہتی ہے کہ مجھے مسلمانوں کا مذہب بہت اچھا لگتا ہے۔ اس لئے یہ نذر لے لو اور بھی میں پیش کرتا رہوں گا اور اذان کہنا چھوڑ دو۔ وہ بے چارہ معمولی حیثیت کا آدمی تھا۔ لالچ میں آ گیا اور اذان کہنی چھوڑ دی۔ دوسرا جو اس کی جگہ مقرر ہوا اس کی آواز نہایت مکروہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند روز کے بعد اس سکھ رئیس کی لڑکی نے کہا کہ اباجی معلوم ہوتا ہے، میری رائے غلط تھی۔ مسلمانوں کا مذہب کوئی ایسا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔‘‘

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 192)

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد ہی دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے اور اسی عہد کی وجہ سے جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ یہی وہ گروہ ہے جس نے ہر حالت میں ثابت کرنا ہے کہ وہ زمانے کے امام کو مان کر دین کو ترجیح دے رہا ہے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اپنے بھانجے منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی کو تبلیغ کیا کرتے تھے کہ وہ بھی احمدی ہو جائیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بیعت کی نیت سے حاضر بھی ہوا۔ لیکن جب میں نے بیعت کے الفاظ حضرت مسیح موعودؑ کی زبان سے سنے کہ ’’میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا‘‘ تو میرا دل بہت ڈر گیا کہ یہ تو بہت بھاری ذمہ داری ہے جسے میں نہیں اٹھا سکوں گا اور بغیر بیعت کئے ہی واپس چلے گئے۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب نے ان سے پوچھا کہ بیعت کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے، میں علیحدگی میں بیعت کروں گا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ میں حضرت مسیح موعودؑ سے کہوں گا کہ حضور مجھ سے یہ عہد نہ لیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دل میں خیال تھا کہ میں حضرت صاحب پر اپنا خیال ظاہر کر دوں گا لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے اور مغرب کی نماز کے بعد تشریف فرما ہوئے تو کسی شخص نے عرض کی کہ حضور کچھ آدمی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ’’آجائیں‘‘ اس ’’آجائیں‘‘ کے الفاظ نے میرے دل پر ایسا گہرا اثر کیا کہ مجھے وہ تمام خیالات بھول گئے اور میں بلا چون وچرا آگے بڑھ گیا اور بیعت کر لی۔

بیعت کے بعد جب حضرت صاحب کو میرے خیالات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ہماری بیعت کی تو غرض ہی یہی ہے کہ ہم دینداری پیدا کریں۔ اگر ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار نہ لیں تو کیا پھر یہ اقرار لیں کہ میں دنیا کے کاموں کو مقدم کیا کروں گا۔ اس صورت میں بیعت کی غرض و غایت اور حقیقت ہی باطل ہو جاتی ہے۔

(ملخص روایت 857 سیرت المہدی حصہ اول)

1947ء کی بات ہے لاہور کے ایک انگریز ڈپٹی کمشنر سے حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کی کسی بات پر تکرار ہوگئی وہ آپ کو یہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر ملک کا قانون ایک بات کہے اور آپ کی جماعت کا امام آپ کو ملکی قانون کے خلاف کام کرنے کو کہے تو آپ کس بات کو اختیار کریں گے۔ حضرت چوہدری صاحب نے اس انگریز افسر کو سمجھایا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایسی بات کبھی نہیں کہہ سکتے جو ملکی قانون کی کبھی خلاف ورزی کرتی ہو۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کبھی کسی احمدی کو قانون کی خلاف ورزی کا حکم دیں لیکن وہ انگریز حضرت چوہدری صاحب کی بات نہ مانا اور بار بار اس پر اصرار کرتا رہا کہ فرض کریں اگر کبھی ایسی صورت حال پیش آجائے تو آپ کیا کریں گے؟ آپ نے بڑی جرأت سے بغیر کسی خوف یا ڈر سے اس انگریز ڈپٹی کمشنر کو جواب دیا کہ اگر آپ میرا دوٹوک جواب ہی سننا چاہتے ہیں سنئے کہ میں ہر حالت میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے حکم کی تعمیل کرنا ہی اپنا اولین فرض سمجھوں گا۔ انگریز افسر یہ جواب سن کر ہکّا بکّا رہ گیا۔ حضرت چوہدری صاحب نے مزید کہا کہ مجھے کسی کا خوف نہیں ہے اگر آپ کا دل کرے تو بے شک ابھی اپنی حکومت کو میرا یہ جواب پہنچا دیں۔ انگریز ڈپٹی کمشنر کی میز پر فون رکھا ہوا تھا حضرت چوہدری صاحب نے پوری دلیری سے کہا جناب یہ ٹیلیفون اٹھایئے اور اپنی حکومت کو بتا دیجئے کہ ظفراللہ خان ہمیشہ دین کو دنیا پر ترجیح دے گا۔‘‘

(’’بڑے آدمی کیسے بنے‘‘ صفحہ 24-25)

حضور انور کی تازہ ہدایت

مغربی معاشرہ میں رہنے کی وجہ سے بعض اوقات والدین اور ہمارے بچے بھی ایسی باتیں اور ایسے کام کرنے لگ جاتے ہیں جو سنت سے ثابت نہیں ہوتے۔ اور جماعت احمدیہ کے قیام کا تو ایک مقصد ہی یہ ہے کہ ہم رسومات اور بدعات سے خود بھی دور رہیں اور دوسروں کو بھی سمجھائیں۔ اس معاشرہ میں برتھ ڈے بہت منانے کا رواج ہے۔ پھر اور بھی بہت کچھ مقامی طور پر منایا جاتا ہے جو کہ سکولوں میں بھی اور گھروں میں بھی ہوتا ہے۔

بقیہ صفحہ 6 پر

18 جولائی 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	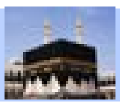	04:23	19:05
مدینہ منورہ	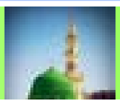	04:15	19:12
قادیان	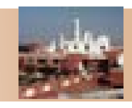	03:59	19:34
ربوہ	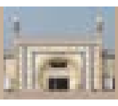	03:39	19:14
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:40	21:09